خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کیلئے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے ہر وقت استغفار کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍جون ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا ربّ، ربّ العالمین ہے سب جہانوں (اس یونیورس Universe) میں جو کچھ بھی ہے اسے خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس نے اپنی مخلوق کو جس غرض اور جس کام کے لئے پیدا کیا اس کے مطابق اس کو شکل اور صورت اور طاقت عطا کی لیکن انسان کے سوا کسی مخلوق کو بھی روحانی ترقیات کی طاقتیں اور استعدادیں عطا نہیں ہوئیں فرشتوں کو بھی یہ طاقتیں عطا نہیں ہوئیں صرف انسان یا جیسا کہ قرآن کریم سے ہمیں پتہ لگتا ہے انسان جیسی کامل فطرت اور عادات رکھنے والی ہستی خواہ وہ اس زمین پر ہو یا دوسرے ستاروں میں ہو، اسے اللہ تعالیٰ نے روحانی رفعتوں کی ایسی طاقتیں دی ہیں جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں دیں۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کے جلووں کا تعلق ہے وہ انسان کے علاوہ دوسری مخلوق پر بھی ہوتے ہیں مثلاً آم کے ایک درخت کو بھی پنپنے اور بڑھنے کے لئے اور اچھے پھل دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ضرورت ہے اور ایک انسان کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ایک تو وہ جلوے ہیں جن میں انسان اور غیر انسان سبھی شامل ہیں اور ایک وہ جلوے ہیں جن میں غیر انسان انسان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس قدر انتہائی رفعتوں تک پہنچنے کی طاقت، قوت اور

استعداد عطا کی ہے کہ ہماری اصطلاح میں عام طور پر اس کو اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انسان وہاں تک جا پہنچتا ہے جہاں تک کہ فرشتوں کی بھی رسائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں وہ تمام قوتیں اور استعدادیں عطا کیں جو روحانی رفعتوں کے حصول کے وقت اسے فرشتوں سے بھی آگے لے جانے والی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں آزادی بھی رکھی ہے اسے صاحبِ اختیار بنایا ہے یعنی اگر وہ چاہے تو ان رفعتوں کو حاصل کرے اور اگر ان رفعتوں کو حاصل کرنا نہ چاہے یا غفلت برتے تو جس طرح وہ انتہائی رفعتوں کو حاصل کرسکتا ہے اسی طرح وہ روحانی طور پر اور اخلاقی لحاظ سے انتہائی تنزل تک بھی پہنچ سکتا ہے اور یہی وہ کمزوری ہے جسے ہم بشری کمزوری کہتے ہیں۔

دراصل انسان کی ہر وہ طاقت جو اس کو روحانی رفعتوں تک اور ان مقامات تک لے جانے والی ہے جہاں خدا تعالیٰ کی کوئی دوسری مخلوق نہیں پہنچ سکتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کا اتنا پیار حاصل کرسکتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق اس قسم کے پیار کے جلوے پا نہیں سکتی لیکن چونکہ انسان کو آزادی دی گئی ہے۔ اس لئے اگر وہ اپنی اس طاقت کو غلط طور پر استعمال کرے تو تنزل کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے اور یہ اس کی کمزوری ہے۔ پس ایک طرف اللہ تعالیٰ نے انسان کو انتہائی رفعتوں تک پہنچنے کی طاقتیں اور استعدادیں دینے کے بعد اس کی فطرت کو آزاد بنایا تو دوسری طرف اپنی مخلوق سے کہا کہ دیکھو! میرے بندے جو اس آزادی کے باوجود کہ میری خاطر اگر وہ مجاہدہ نہ کرتے تو ان کے لئے کوئی مجبوری نہیں تھی لیکن انہوں نے میرے پیار میں محو ہو کر میری خاطر ہر قسم کی کوشش کی انہوں نے اپنے نفس کی تربیت کے لئے مجاہدہ کیا اپنے ماحول کو پیارا اور حسین بنانے کیلئے جدوجہد کی اور دنیا کے دلوں کو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے کی جدوجہد میں لگے رہے حالانکہ ان کو اختیار دیا گیا تھا۔ وہ صاحبِ اختیار تھے اگر وہ چاہتے تو اپنی طاقتوں کو رفعتوں کے حصول میں خرچ کرنے کی بجائے غلط راہوں پر خرچ کردیتے لیکن اس اختیار کے باوجود انہوں نے ایسا نہیں کیا اور میرے پیار اور میری رضا کو انہوں نے حاصل کیا۔

ہم جس چیز کو عام طور پر بشری کمزوری کہتے ہیں وہ اس کے علاوہ اور کوئی کمزوری نہیں

ہوتی یعنی انسان کی ہر طاقت اسے روحانی اور اخلاقی رفعتوں تک لے جا کر اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے زیادہ سے زیادہ سامان بھی پیدا کرتی ہے اور کسی وقت یہی طاقت اس کے لئے کمزوری بھی بن جاتی ہے کیونکہ جب اس طاقت کا صحیح استعمال نہیں ہوگا یا جب اس کا باموقع استعمال نہیں ہوگا یا جب عمل صالح نہیں ہوگا یا جب ان طاقتوں کو صیقل نہیں کیا جائے گا یعنی ان کو ہر مشقت اٹھا کر ہر ابتلاء اور ہر ایمان میں سے گزار کر اس بات کی تربیت نہیں دی جائے گی کہ وہ صحیح راہ یعنی صراط مستقیم پر چلیں تو پھر انسان تنزل کی طرف گرے گا۔

پس وہ ساری طاقتیں جو انسان کو دی گئی ہیں جن کو ہم روحانی طاقتیں کہتے ہیں۔ یہ طاقتیں مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات سے تعلق رکھتی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے ہمارے سامنے کیا ہے اور جن کا تعلق انسان سے ہے یعنی ہماری کچھ طاقتیں اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت سے تعلق رکھتی ہیں کچھ طاقتیں صفتِ رحمانیت سے تعلق رکھتی ہیں ہماری کچھ استعدادیں صفتِ رحیمیت سے تعلق رکھتی ہیں، ہماری کچھ قابلیتیں مالکیت یوم الدین سے تعلق رکھتی ہیں۔ کچھ اللہ تعالیٰ کی صفتِ مغفرت سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ اللہ تعالیٰ کی حیّ وقیّوم ہونے کی صفات سے تعلق رکھتی ہیں۔ انسان اپنے محدود دائرہ استعداد میں (ہر انسان کے دائرہ استعداد میں فرق ہوتا ہے) اپنی ساری طاقتوں کے ذریعہ جو اسے اپنے پر خدا تعالیٰ کے اخلاق اور صفات کا رنگ چڑھانے کیلئے دی گئی تھیں وہ رنگ جب انسان اپنے اوپر نہیں چڑھاتا اور شیطان کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور شیطانی اخلاق اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے تو وہی طاقت جو اس کے لئے رفعت کا باعث تھی اس کے تنزل کا، اس کی محرومی کا اور خدا تعالیٰ سے اس کی دوری اور بُعد کا باعث بن جاتی ہے۔

غرض وہ تمام طاقتیں جن کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ وہ صرف انسان کو دی گئی ہیں دوسری مخلوق کو نہیں دی گئیں اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسکے پیار کو حاصل کرنے والی ہیں ساری طاقتیں خدا تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت سے تعلق رکھتی ہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ جب ان طاقتوں کا غلط استعمال ہو اور جب انسان کی اور اس کی زندگی ”تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ“ کی مظہر نہ ہو جب انسانی خلق پر خدا تعالیٰ کے نور کی چادر نہ ہو تو پھر جب نور نہیں ہوگا تو اندھیرا

ہوگا جب خدا تعالیٰ کا پیار نہیں ہوگا تو اس کا غصہ اور قہر ہوگا۔ بہرحال انسان کیلئے یہ خطرہ موجود ہے یعنی جہاں اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑی ترقیات کے سامان پیدا کئے ہیں وہاں یہی ترقیات کے سامان اسکے لئے یہ خطرہ بھی پیدا کردیتے ہیں کہ مثلاً انسان کی وہ استعدادیں جو صفت ربوبیت باری تعالیٰ سے تعلق رکھتی تھیں اگر ان کی پرورش ربوبیت کے رنگ میں رنگین ہوکر نہیں کی گئی تو گویا انسان بجائے اسکے کہ وہ اپنے رب کریم کی گود میں بیٹھ سکے تنزل کی طرف چلا گیا۔ اس طرح ہر وہ طاقت جو انسان کی خیر اور بھلائی کیلئے تھی وہی اس کے لئے بشری کمزوری بن جاتی ہے اس بشری کمزوری سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ اسلام کی عظیم اور نہایت ہی حسین شریعت اور ہدایت میں ہمارے لئے راہنمائی کے سامان مہیا کردیئے ہیں۔ ان میں سے ایک استغفار ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جائے کہ وہ ہماری فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے کیونکہ اس سہارے کے بغیر ہماری فطرت بلندیوں کی طرف حرکت نہیں کرسکتی بلکہ تنزل اور پستیوں کی طرف حرکت پیدا ہوجائے گی۔

استغفار کے دو معنے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت سے ان پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک معنی یہ ہے کہ استغفار کرنے والا اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب! مجھ سے جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوچکیں تو انہیں معاف کردے اور مجھے ان کی بداثرات اور بدنتائج سے محفوظ رکھ۔ عام طور پر عام انسانوں کے لئے اسی معنی میں مغفرت اور غفر اور استغفار کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن انسانوں میں وہ انسان بھی پیدا ہوئے جو اپنے مقام کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت کے نتیجہ میں معصوم بنائے گئے تھے اور ان معصومین کے سردار ہمارے محبوب آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں باوجود اسکے کہ آپ کی ہر وہ طاقت جو آپ کو بلندیوں کی طرف پرواز کرنے کے لئے دی گئی تھی تنزل کی طرف کبھی بھی مائل نہیں ہوئی، پھر بھی قرآن کریم نے آپ کو کہا استغفار کرو۔ پس استغفار کرنے کے بارہ میں قرآن کریم کی جن آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے وہ سیاق وسباق کے لحاظ سے دو مختلف معانی میں بیان ہوا ہے۔ جہاں یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق

استعمال ہوا ہے وہاں یہ معنی ہرگز نہیں کر سکتے کہ نعوذ باللہ وہ روحانی طاقتیں جو آپ کو خدا تعالیٰ کے قرب کی طرف پرواز کرنے کے لئے دی گئی تھیں آپ نے ان کا صحیح استعمال نہیں کیا۔ اس کے یہ معنی ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس معنی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معصومین کے سردار ہیں نہ ان کے لئے یہ لفظ اس معنی میں استعمال کیا جا سکتا ہے، نہ ان دوسرے بزرگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سایہ کے نیچے ہیں مثلاً دیگر انبیاء علیہم السلام ہیں اور بعض اور لوگ بھی ہوں گے اور بھی ہیں۔ ہوں گے کا امکان ہے اور ''ہیں'' میں اس لئے کہتا ہوں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض ایسے گروہ تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جو مرضی کریں وہ جنت میں جائینگے اب جو مرضی کریں کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ کسی کی ناجائز جان لے لیں یا کسی کا مال کھا جائیں اور بددیانتی کریں وغیرہ وغیرہ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں آ کر اس مقام تک پہنچ گئے ہیں کہ ان کی وہ طاقتیں اور استعدادیں جو انسان کو انسان بنا کر رفعتوں کی طرف اس کی پرواز میں ممدومعاون ہوتی ہیں، وہ دوسری طرف یعنی تنزل کی طرف حرکت ہی نہیں کر سکتیں۔ اس لئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں انہیں کامل تربیت حاصل ہوگی لیکن استغفار کے ایک دوسرے معنے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جائے کہ ہر وہ قوت اور استعداد جو اے ہمارے رب! تو نے ہمیں روحانی رفعتوں کے حصول کے لئے اور اپنی رضا کی جنتوں میں جانے کے لئے دی تھی۔ ہمیں اختیار دے کر (فرشتوں کو اختیار نہیں دیا گیا۔ انسان کو اختیار دیا گیا ہے) تو نے ہماری ہر قوت، ہماری بشری کمزوری بنا دی ہے۔ ہم عاجز بندوں کو، ہم کمزور بندوں کو تو نے یہ اختیار دیا اور یہ اختیار اس لئے دیا کہ ہم روحانی ترقیات کر سکیں لیکن اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ ہر وہ قوت اور استعداد جو تو نے عطا کی تھی وہ ہمارے لئے ایک بشری کمزوری بن گئی اس لئے اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بشری کمزوریوں کے بدنتائج سے محفوظ رکھ اور تو نے ہمیں روحانی رفعتوں کے حصول کیلئے اور اپنے پیار کو پانے کے لئے جو طاقتیں عطا کی ہیں وہ ہمیشہ اس رنگ میں

حرکت میں آئیں کہ ہم روحانی رفعتوں کو حاصل کرنے والے ہوں اور تیرے پیار کو پانے والے ہوں۔ پس انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر وہ خود کو انسان سمجھتا ہے اور عبد سمجھتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کے لئے اسے پیدا کیا ہے اور بلندیوں کے لئے اس کی خلق کی گئی ہے تو استغفار اس کو اٹھتے بیٹھتے کرنی چاہیئے کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہر وہ قوت اور وہ استعداد جو رفعتوں کی طرف لے جانے والی ہے، بوجہ صاحب اختیار ہونے کے وہ ہماری کمزوری بن گئی ہے۔

پس مغفرت کے معنے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ اپنے فضل سے ہماری بشری کمزوریوں کو ڈھانپ لے۔ وہ ہماری فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے۔ ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں یہ توفیق بخشے کہ صاحبِ اختیار ہونے کے باوجود ہم اپنی طاقتوں کو الٰہی منشاء کے مطابق ہمیشہ رفعتوں کے حصول کی راہوں پر لگانے والے ہوں ہم اس کے قرب میں بڑھتے چلے جائیں۔ ہمیں ہر روز پہلے سے زیادہ پیار ملے اور ہم کبھی بھی غافل ہو کر، کبھی بھی سست ہو کر، کبھی بھی لاپرواہ ہو کر، کبھی بھی بے احتیاط ہو کر، کبھی بھی بھول کر اور کبھی بھی جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہوں کہ یہ طاقتیں رفعتوں کے حصول کے لئے ہیں تنزل کی طرف لے جانے کے لئے نہیں دی گئیں۔

غرض خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا! تو نے ہمیں اختیار دیا لیکن ہم تجھ سے یہ طاقت مانگتے ہیں کہ تو اپنی مغفرت کی چادر میں ہمیں ڈھانپ لے اور ہمیں توفیق عطا کر کہ وہ تمام قوتیں جو تو نے ہمیں اس لئے عطا کی تھیں کہ ان پر تیرے اخلاق اور تیری صفات کا رنگ چڑھے۔ تیرے نور کی چادر میں وہ لپٹی رہیں اور اس طرح ہر طاقت تیری کسی نہ کسی صفت کی پناہ میں آ جائے اور ہر طاقت جو تو نے ہمیں دی ہے، وہ ہماری رفعتوں کے سامان پیدا کرنیوالی ہو ہمیں آسمان پر لے جا کر وہاں سے زمین پر گرانے والی نہ ہو کیونکہ جتنی بلندی پر کوئی جاتا ہے اتنا ہی اس کیلئے یہ خطرہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اگر گرے گا تو اس کی ہڈیاں بھی قیمے کی طرح پس جائیں گی اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گی جو آدمی دو فٹ سے گرتا ہے اس کے لئے اتنا خطرہ نہیں ہوتا جتنا دس ہزار فٹ کی بلندی سے گرنے والے شخص کو ہوتا ہے مثلاً ہوائی جہاز

اڑ رہا ہے اس میں اگر کوئی باہر جا پڑے تو اس کے لئے بہت زیادہ خطرہ ہے۔ اسی طرح جو پہلے آسمان سے گرتا ہے اس کے لئے اس سے بھی زیادہ خطرہ ہے لیکن جو شخص روحانی رفعتوں کو حاصل کرتے ہوئے دوسرے آسمان تک جا پہنچتا ہے اور پھر شیطان سے مغلوب ہو کر وہاں سے گرایا جاتا ہے اس کے لئے اور بھی زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ جو تیسرے آسمان تک پہنچتا ہے اس کے لئے اس سے بھی زیادہ خطرہ ہوتا ہے جو چوتھے آسمان تک پہنچتا ہے اس کے لئے اس سے بھی زیادہ خطرہ ہوتا ہے اسی طرح جو پانچویں چھٹے آسمان تک پہنچتا ہے اس کے لئے اس سے بھی زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو میری طرف منسوب ہوتے ہو اور میری امت میں داخل ہو تم میں سے جو شخص تواضع اور انکساری کو اختیار کرے گا عاجزانہ راہوں پر چلتے ہوئے عجز اور انکسار کو اپنا شیوہ بنائے گا تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اسے ساتویں آسمان کی بلندی تک لے جائے گا۔ مگر جہاں یہ بشارت ہے وہاں یہ خوف بھی ہے کہ خدانخواستہ خدانخواستہ!! اگر ہم میں سے کوئی ساتویں آسمان سے نیچے گر جائے تو پھر تو اس کے ذرے خوردبین سے بھی نظر نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

پس جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کے لئے استغفار ہے اس لئے تم اٹھتے بیٹھتے ہر وقت خدا سے مدد مانگو۔ پچھلے جمعہ کے دن پریشانی تھی لیکن بشاشت بھی تھی اور گھبراہٹ کا کوئی اثر نہیں تھا لیکن بہر حال ہمارے کئی بھائیوں کو تکلیف پہنچ رہی تھی جس کی وجہ سے ہمارے لئے پریشانی تھی۔ میں نے نماز میں کئی دفعہ سوائے خدا تعالیٰ کی حمد کے اور اس کی صفات دُہرانے کے اور کچھ نہیں مانگا۔ میں نے خدا سے عرض کیا کہ خدایا تو مجھ سے بہتر جانتا ہے کہ ایک احمدی کو کیا چاہیئے اے خدا! جو تیرے علم میں بہتر ہے وہ ہمارے ہر احمدی بھائی کو دے دے۔ میں کیا مانگوں میرا تو علم بھی محدود ہے میرے پاس جو خبریں آ رہی ہیں وہ بھی محدود ہیں اور کسی کے لئے ہم نے بددعا نہیں کرنی ہاں یاد رکھو بالکل نہیں کرنی۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں دعائیں کرنے کے لئے اور معاف کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس نے ہمیں نوع انسان کا دل جیتنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے ہم نے کسی کو نہ دکھ پہنچانا ہے اور نہ ہی کسی کے لئے بددعا کرنی

ہے۔ آپ نے ہر ایک کے لئے خیر مانگی ہے۔ یا درکھو ہماری جماعت ہر ایک انسان کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے لیکن اپنے اس مقام پر کھڑے ہونے کیلئے اور روحانی رفعتوں کے حصول کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے اس طرح دعائیں کی جائیں کہ آپ کی خوابیں بھی استغفار سے معمور ہو جائیں۔ ہمارے گھروں میں بچے سوتے ہوئے عموماً خواب میں بول رہے ہوتے ہیں اور جب آپ کسی بچے سے یہ کہتے ہیں کہ تم سوتے وقت یہ یہ باتیں کر رہے تھے تو وہ کہہ دیتا ہے مجھے تو کوئی پتہ نہیں۔ اس لئے انسان کو پتہ ہو یا نہ ہو تمہارے رب کریم سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ تمہاری نیند کی گھڑیاں بھی فرشتوں نے استغفار کے لمحات شمار کی ہیں۔

پس تم ہر وقت استغفار کرو اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ۔ تم خدا تعالیٰ سے بہت دعائیں کرو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تم یہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری فطری قوتوں کو اپنی طاقت کا سہارا دے تا کہ تم بلندیوں کی طرف جانے والے بن جاؤ اور تمہاری زندگی ایک مثال بن جائے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اپنی فطرت پر میرے خلق اور میری صفات کا رنگ چڑھاؤ۔ انسان نے بزبانِ حال کہا کہ اے خدا! تُو تو ہمیں نظر نہیں آتا۔ ہم تیری صفات کے جلوے اس مادی دنیا میں مادی اشیاء میں لپٹے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم اس اندھیرے میں کیا کوشش کریں گے۔ کوئی کوشش نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے خاتم الانبیاء یہ میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ ہر انسان کے لئے ایک نمونہ اور اسوہ ہیں یہ بتانے کے لئے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے اخلاق کے اوپر چڑھایا جاسکتا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ آپ کے اسوۂ حسنہ کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ آپ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرو کیونکہ آپ کے اسوۂ حسنہ کے جانے بغیر اسے سمجھے بغیر اور اس کا مطالعہ کئے بغیر اسے کیسے اپنایا جاسکتا ہے۔ جب تک آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو جانتے نہیں۔ آپ کے نمونے کو پہچانتے نہیں۔ آپ کی طبیعت کے رنگ کو دیکھتے نہیں اور اس پاک اور ارفع وجود (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نوع انسان پر جو احسان عظیم کیا اور کرتا چلا گیا اور قیامت تک کرتا چلا جائے گا جب تک یہ حقیقت آپ

کے سامنے نہ ہو اس وقت تک آپ اپنے اخلاق پر اور اپنی طاقتوں پر خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ نہیں چڑھا سکتے۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دل میں سوچیں اور اس حقیت کو یاد کریں کہ جس غرض کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے صاحبِ اختیار ہونے کے باوجود کیا ہم اس مقصد پیدائش کو پورا کررہے ہیں؟ آج خدا تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا مذہب اسلام دنیا میں اپنی قوتِ قدسیہ اور حسن واحسان کے نتیجہ میں اور اپنی خدمت کے نتیجہ میں اور بنی نوع انسان پر اپنی شفقت کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کے دل جیت کر غالب آئے گا اور نوع انسانی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے گا۔ یہ آسمانوں کا فیصلہ ہے اس لئے استغفار کرو اور دعائیں کرو اور اپنی فطرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طاقت کا سہارا مانگو اور اس وقت تک بس نہ کرو جب تک خدا تعالیٰ کی طاقت کا وہ سہارا تمہیں مل نہ جائے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میری ان باتوں کو مانو گے ان کی اطاعت کرو گے اور قرآن کریم کی شریعت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو گے تو تمہیں یہ فخر نصیب ہوگا کہ تم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار لو کیونکہ تم نے آپ کی محبت نوع انسان کے دل میں ڈالی مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی اور شمال میں بھی اور جنوب میں بھی۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی اور سمندر کی سطح سے نیچے بھی (بعض علاقے ایسے بھی ہیں جہاں لوگ سطح سمندر سے نیچے بستے ہیں) تم گئے اور تم نے وہاں جا کر اس مقصد کو پورا کیا جس کا وعدہ امت مسلمہ کو اس بشارت کے حصول کیلئے دیا گیا تھا کہ تمام دنیا پر اسلام غالب آئے گا اور نوعِ انسان کے دل ایک مہدی کی جماعت کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے جائیں گے اور محبت اور پیار کے ساتھ انسان کو اسلام کی حسین تعلیم کا دیوانہ ومجنون بنا دیا جائے گا۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بشارت بتاتی ہے کہ یہ کام صرف اور صرف مہدی کی جماعت کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے اس سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بشارت یہ کہتی ہے کہ مہدی کی جماعت کو یہ طاقت دی جائے گی لیکن قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ جب کسی کو طاقت دی جائے تو چونکہ انسان صاحبِ اختیار ہے اس لئے سب سے زیادہ خوف اسی کے

لئے ہے۔ جتنی بلندیوں کی بشارتیں دی گئی ہیں اتنا ہی تنزل سے ڈرایا اور خوف دلایا گیا ہے۔ پس تم اس حقیقت کو ہر وقت سامنے رکھو۔ خدا تعالیٰ سے چمٹ جاؤ اور اس کے دامن کو نہ چھوڑو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کن راہوں سے اپنے پیار کے جلوے تم پر ظاہر کرتا ہے۔ **اللّٰھم آمین۔**

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱؍جون ۱۹۷۴ء صفحہ ۳ تا ۶)